مملکتِ علم وفن کے تاجدار

افاداتِ ترمذی "حقائق السنن" کے آئینے میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اپنے اکابر کی طرح کسی خاص اقلیم کے فرمانروا نہیں بلکہ مملکتِ علم وفن کے تاجدار معلوم ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں علماء دیوبند کی جامعیت وعبقریت کا امین بنایا ہے۔

حضرت مولانا ریاست علی بجنوری (دار العلوم دیوبند)

حضرت العلامہ مولانا ریاست علی بجنوری نے عالمِ اسلام کے علمی مرکز دار العلوم دیوبند کے شہرۂ آفاق ماہنامہ دار العلوم کے مدیر نے اپنے شمارہ سنہ ۱۹۸۵ء میں "حقائق السنن" کا تعارف اپنے ادارتی صفحات میں بطور اداریہ کیا ہے جس میں حضرت شیخ الحدیث کے علمی اور محدثانہ مقام، جامعیت اور تدریسی کمالات پر روشنی پڑتی ہے۔ مضمون مختصر مگر بے حد دلچسپ ہے ——— (ادارہ)

خداوند قدوس کے فضل وکرم سے پچھلی اور موجودہ صدی میں دار العلوم دیوبند اور اس کے ہم مشرب اہلِ علم کے زیرِ سایہ جو علمی، تحقیقی، سیاسی اور مذہبی خدماتِ جلیلہ انجام پذیر ہوئیں وہ اس حقیقت کا بیّن ثبوت ہیں کہ ان ایام کے لیے خداوندِ ذوالجلال نے اس سرزمین کو علم وفن کا مرکز منتقل بنا دیا ہے، اور یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اس وقت عالمِ اسلام میں جہاں کہیں بھی دین کا کوئی چراغ روشن ہے وہ بالواسطہ یا بلاواسطہ اسی آفتاب کی ضیا پاشیوں کا رہینِ منت ہے۔

دیگر علوم وفنون کی طرح علمِ حدیث بھی علماء دیوبند کی جولانگاہ رہا ہے۔ یہیں کے اکابر اور فضلاء کے ذریعہ حدیث شریف سے متعلق بیسیوں کتابیں وجود میں آئیں، ہزاروں شرحیں تیار ہوئیں اور الحمد للہ اس کی رگ تاک سے دن بدن ہزاروں بادہ ہائے ناخوردہ کی تیاری کا عمل جاری ہے ؎

گماں مبر کہ بہ پایاں رسید کارِ مغاں
ہزار بادۂ ناخوردہ در رگِ تاک است

ابھی چند ماہ پہلے "حقائق السنن" کے نام سے حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ سابق مدرس دار العلوم دیوبند، بانی دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (پاکستان) کے درسِ ترمذی کے امالی کی جلد اول بڑی آب وتاب اور بڑی عمدہ کتابت وطباعت کے ساتھ اہلِ علم کے ہاتھوں میں آئی ہے۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب دام مجدہم حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز کے تلامذہ میں اپنے علم وفضل اور زہد وتقویٰ کی بنیاد پر امتیازی حیثیت رکھتے ہیں، دار العلوم دیوبند میں بھی مدرس رہ چکے ہیں، اُس زمانہ میں حضرت مولانا پر معقولات کا رنگ غالب تھا اور وہ دار العلوم کے حلقۂ درس میں ایک نامور معقولی تسلیم کیے جاتے تھے۔ تقسیمِ ہند کے بعد جب راستے مخدوش ہوگئے تو حضرت موصوف نے اپنی مسجد میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع فرما دیا جو مستقبل میں دار العلوم حقانیہ کے نام سے پاکستان کی ایک مرکزی درسگاہ میں تبدیل ہوگیا۔ یہاں موصوف نے معقولات کی بجائے فقہ وحدیث اور منقولات کو اپنی خدمات کا محور قرار دیا اور دار العلوم دیوبند کے درسِ حدیث کے طرز وانداز پر اپنی خدمات کا آغاز کیا۔

دار العلوم دیوبند میں درسِ حدیث کا ایک خاص اسلوب ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح کوفہ کے محدثین بالخصوص امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تفقہ کی روشنی میں سمجھا ہے، بالکل اسی طرح علماء دیوبند نے اقوال رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو متقدمین بالخصوص احناف رحمہم اللہ کے اصول استنباط کی روشنی میں سمجھا ہے۔ چنانچہ ان حضرات کو کسی روایت کے متروک قرار دینے کی ضرورت شاذونادر ہی پیش آتی ہے بلکہ بہ غالب احوال میں اس کے لیے ایسا قابلِ قبول محمل تلاش کر لیتے ہیں کہ بے ساختہ ان کے تفقہ اور علمی کمال کا اعتراف ناگزیر ہو جاتا ہے۔

محدثینِ دارالعلوم میں شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب قدس سرہٗ کے دور تک درس میں اختصار اور جامعیت کا رنگ غالب رہا۔ ان اکابر کے اسباق میں دریائے علم میں غواصی اور گہرائیوں سے آبدار موتیوں کو برآمد کر لینے کی سعی کا احساس ہوتا تھا۔ محدثِ وقت حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہٗ کے عہد سے اِس طرز میں تبدیلی آئی۔ اختصار کی بجائے تفصیل اور بیانِ مذاہب کے بعد وجوہ ترجیح کی تفصیل میں وہ رنگ پیدا ہوا کہ دارالحدیث علوم حدیث کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر یا گہر ہائے علم برسانے والا ابرِ گہر بار معلوم ہونے لگا۔ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کا درسِ حدیث کبھی حضرت شیخ الہندؒ کی غواصی اور گیرائی و گہرائی کا نمونہ ہوتا اور اکثر تفصیل و اطناب میں ابرِ گہر بار و دریا بدست کی تصویر نگاہوں میں گھوم جاتی۔ یادش بخیر فخر المحدثین حضرت مولانا سید فخر الدین احمد صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد مبارک تک درسِ حدیث کا جاہ و جلال قابلِ صد رشک رہا اور آج بھی الحمد للہ انہی پیش رو بزرگوں کے خوشہ چینوں کے ذریعہ درسِ حدیث کی آبرو محفوظ ہے۔

انہی خوشہ چینوں میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کا اسمِ گرامی بھی ہے جن کے امالیٔ درس "حقائق السنن" کے نام سے اشاعت پذیر ہوئے ہیں۔ حضرت موصوف کے امالی اپنے پیشرو بزرگوں کی علمی ژرف نگاہی کا شاہکارِ جمیل ہیں جنہیں مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدرس دارالعلوم حقانیہ مرتب فرما رہے ہیں اور جو مولانا سمیع الحق صاحب کی نگرانی میں مرتب اور طبع کیے جا رہے ہیں۔ حضرت موصوف کا درسِ حدیث ایک ہی فن کے مباحث تک محدود نہیں ہے بلکہ وہ صرف، نحو، بلاغت، فقہ، اصولِ فقہ، بیانِ مذاہب، وجوہ ترجیح، اسرار و حکم، حقائق و معارف سے بریز نکات، تاریخ اور متن و سند کے ہر ہر جزء کی دلنشین تشریحات پر مشتمل ہے۔ اِن تمام چیزوں میں سب سے زیادہ زور فقہ اور اصولِ فقہ پر صرف کیا گیا ہے۔ پہلے ائمہ اربعہ بلکہ بعض مقامات پر تابعین و تبع تابعین کے عہد کے اکثر مجتہدین کے مذاہب کا بیان ہے۔ نہایت وسعت و کشادہ قلبی کے ساتھ ان کے دلائل بیان کیے گئے ہیں، پھر حنفیہ کے مذہب کے لیے وجوہ ترجیح کی تفصیل کی گئی ہے اور دیگر ائمہ کی مستدل احادیث کے بارے میں ایسی لطیف توجیہات پیش کی گئی ہیں جن سے قلب و دماغ منور ہو جاتے ہیں۔ کہیں کہیں احناف کے اصولِ استنباط سے عصری مسائل کا واقعی حکم اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کا ابدی اور آفاقی ہونا ایک امرِ محسوس معلوم ہونے لگتا ہے۔ جستہ جستہ قرنِ اول سے لے کر آج تک کے باطل فرقوں کی تردید کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

اِن امالی کے آئینہ میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب اپنے اکابر کی طرح کسی خاص اقلیم کے فرماں روا نہیں بلکہ مملکتِ علم و فن کے تاجدار معلوم ہوتے ہیں۔ دعا ہے کہ خداوندِ قدوس علماءِ دیوبند کی جامعیت و عبقریت کے اس امین کو تادیر قائم و دائم رکھے۔ آمین

دعا ہے کہ خداوند قدوس حضرت موصوف کے افادات کو طالبانِ علوم کے لیے نفع بخش فرمائے اور مُرتب کو اس علمی شاہکار کی تکمیل کی توفیق ارزانی کرے۔ آمین

ہر حال میں، ہر دور میں تابندہ رہوں گا
میں زندۂ جاوید ہوں پائندہ رہوں گا
تاریخ میرے نام کی تعظیم کرے گی
تاریخ کے اوراق میں آئندہ رہوں گا

محدّث کبیر، قائد شریعت
شیخ الحدیث حضرت مولانا
عبدالحقؒ بانی و مہتمم دارالعلوم
حقانیہ کی علمی و دینی اور قومی و
مِلی خدمات کو ہم خراجِ عقیدت
پیش کرتے ہیں

الحاج حبیب الرحمن اینڈ سنز
نوشہرہ